”اے ہمارے پروردگار! یقیناً ہم نے (جب) ایک
ایمان کی طرف بلانے والے کی آواز کو سنا جو اپنے
پروردگار کے اوپر ایمان لانے کو کہہ رہا تھا تو ہم ایمان
لے آئے“ (ال عمران: ۱۹۳)

Message of Love

یہ میرا

پیغام محبت ہے

جہاں تک پہونچے

مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش ٹرسٹ

''اے ہمارے پروردگار! یقیناً ہم نے (جب) ایک
ایمان کی طرف بلانے والے کی آواز کو سنا جو اپنے
پروردگار کے اوپر ایمان لانے کہہ رہا تھا تو ہم ایمان
لے آئے'' (ال عمران: ۱۹۳)

MESSAGE OF LOVE

یہ میرا

پیغام محبت ہے

جہاں تک پہونچے

مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش ٹرسٹ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب	:	یہ میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہونچے
صفحات	:	۳۸
تالیف	:	محمد انصار اللہ قاسمیؔ (مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت، اے پی)
تعداد اِشاعت	:	۱۰۰۰
کمپوزنگ	:	سید عبد الحمید قاسمیؔ (استاذ دار العلوم الرحمانیہ)
طبع اوّل	:	رمضان ۱۴۲۸ھ م ستمبر ۲۰۰۷
قیمت	:	
ناشر	:	مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش ٹرسٹ

ملنے کے پتے

۱- دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش ٹرسٹ

17-9-182 مسجد معراج، کرما گوڑہ، سعید آباد، حیدرآباد 500059

فون نمبر 040-24562051 موبائل نمبر 9849436632

۲- ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، چار مینار حیدرآباد

۳- ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس 455 پرانی حویلی حیدرآباد

نوٹ: مؤلف سے راست خط و کتابت دفتر کے پتہ پر کی جاسکتی ہے

ای میل: ansarqasmi@yahoo.com

فون: 9985030527

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم

اهدنا

الصراط

المستقيم

اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا

انتساب

ان سعادت منداور خوش نصیب بھائیوں کے

نام

جو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمودہ خوش خبری اور بشارت کو پانے کی تمنااور آرزو رکھتے ہیں:

''اگر ایک شخص بھی تمہارے ذریعہ ہدایت پا جائے تو یہ تمہارے لئے سو سرخ اونٹوں سے بہتر اور برتر ہے''

یکے از آرزومندانِ رشدوہدایت

فہرستِ مضامین

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر
۱	:	پیش لفظ ـــــ از : حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۳
۲	:	حرف آغاز ـــــ از : مؤلف	۶
۳	:	مذہب کے متعلق صحیح احساس وشعور کی ضرورت	۸
۴	:	منزلِ مقصود پانے کے لئے صحیح راستہ کا تعین ضروری	۱۰
۵	:	کیا قادیانیت اور اسلام ایک ہے؟؟	۱۱
۶	:	اسلام کی آفاقیت	۱۳
۷	:	سیرتِ محمدی ـــــ اخلاق وکردار کے آئینہ میں	۱۴
۸	:	ختم نبوت ـــــ امتیازی شان	۱۶
۹	:	قرآنِ مجید کی جامعیت	۱۸
۱۰	:	قادیانیت کا انتخاب ـــــ کتنا صحیح کتنا غلط؟	۲۰
۱۱	:	فطری اور اصولی مذہب	۲۲
۱۲	:	قادیانی تعلیمات کا مرجع وماخذ	۲۷
۱۳	:	لائقِ اسوہ ذات کون؟	۳۰
۱۴	:	’’تذکرہ‘‘ ـــــ کیا وحی الٰہی ہے؟؟	۳۲
۱۵	:	آخری بات / آخری پیغام	۳۵

پیش لفظ

یوں تو انسان پر اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں، لیکن سب سے بڑی نعمت ہدایت ہے، ہدایت سے مراد یہ ہے کہ خدا نے انسان کے لئے کامیابی کا جو راستہ متعین کیا ہے اور جس میں اس کی نجات رکھی گئی ہے، وہ اس سے واقف ہو جائے، اور اس کے مطابق عمل کرنے لگے، جو شخص ہدایت سے محروم ہو خواہ دنیا کی کتنی ہی نعمتیں اس کے پاس موجود ہوں وہ نقصان اور محرومی کا خریدار ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی گاڑی میں بیٹھا ہو جس میں راحت و آسائش کے سارے سامان موجود ہوں، لیکن عنقریب وہ گاڑی حادثہ کا شکار ہونے والی ہو۔

اگر کوئی شخص ہدایت سے محروم ہو اور اس گاڑی میں بیٹھ گیا ہو جس کی منزل ہلاکت و بربادی ہے، تو دوسرے انسانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اسے اس راہ میں جانے سے روکے، اور اپنی کوشش کی حد تک اس کو تباہی و بربادی کا لقمہ نہ بننے دے، جو لوگ قادیانی مذہب میں چلے گئے ہیں، اسلام کو چھوڑ کر اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن نبوت کے سایہ سے محروم ہو کر جن حضرات نے کفر و ارتداد کا یہ راستہ اختیار کر لیا ہے، وہ دراصل ہماری خیر خواہی اور انسانی بھائی کی حیثیت سے محبت کے مستحق ہیں کہ ان کو گمراہی کے اس راستہ سے روکنے اور بچانے کی کوشش کی جائے، اور اسلام کے سایۂ رحمت میں واپس لایا جائے، کیونکہ ان میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کو دنیا کی متاع حقیر کی لالچ نے ایمان سے محروم کیا ہے، لیکن ایک اچھی خاصی تعداد ان عام لوگوں کی ہے جو دین کے بارے میں بہت معمولی علم رکھتے ہیں، انہیں مغالطہ میں ڈالا گیا ہے کہ قادیانیت بھی مسلمانوں کی جماعت میں سے ایک جماعت اور امت محمدیہ کے فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے، انہیں باور کرایا گیا ہے کہ وہ بھی حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ بات ہے،

قادیانیت ایک مذہب ہے، یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نبوت کے باغی ہیں، اور حضور ختمی مرتبت فداہ روحی وابی وامی کی جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں، اس لئے اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ فتنۂ قادیانیت کی سنگینی پر پوری امت اسلامیہ کا اتفاق ہے، اور علماء نے پوری قوت کے ساتھ اس فتنہ کا ردفرمایا ہے، یہاں تک کہ ردقادیانیت اور اس سے مربوط مسائل ختم نبوت، قرب قیامت میں حضرت مسیح کے نزول، اور امام مہدی کی تشریف آوری پر ایک کتب خانہ تیار ہو چکا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ان موضوعات پر علم وتحقیق کا حق ادا کر دیا گیا ہے تو شاید بے جا نہ ہو، ان کتابوں کو لکھتے ہوئے زیادہ تر مسلمانوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے، تا کہ انھیں ارتداد کے فتنہ سے بچایا جاسکے، اور جن کتابوں میں قادیانیوں کو مخاطب بنایا گیا، ان میں اسلوب مناظرانہ ہو گیا ہے، کیونکہ یہ کتابیں عموماً قادیانیوں کی تلبیس آمیز تحریروں کے ردوابطال میں لکھی گئی ہیں۔

راقم الحروف کو عرصہ سے یہ خیال تھا کہ کچھ مستقل ایسی تحریریں بھی ہونی چاہئیں جو دعوت ونصح کی زبان میں ہوں، اور جن میں ان انسانی بھائیوں کو ہدایت کی دعوت دی گئی ہو جو اس فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں، ایسی تحریروں میں سیدی وسندی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نوراللہ مرقدہ کی تالیف ’’قادیانیت —— تحلیل وتجزیہ‘‘ نہایت اہم کتاب ہے، اور اس لائق ہے کہ تعلیم یافتہ حضرات اسے خود بھی پڑھیں، اور مرتدین میں جو باشعور لوگ ہوں ان تک بھی پہونچائیں، لیکن پھر بھی ایسی تحریر کی ضرورت تھیں جو اسی اسلوب میں لکھی جائے نیز وہ مختصر بھی ہو اور عام فہم بھی، تا کہ فتنۂ ارتداد میں مبتلا ہو جانے والے عوام بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، میں نے عزیز گرامی قدر مولانا انصاراللہ قاسمی سلمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ عرصہ سے میں ایسی ایک تحریر مرتب کرنا چاہتا ہوں، لیکن موقع نہیں مل پا رہا ہے، اگر آں عزیز ایک ایسی تحریر مرتب کریں تو انشاءاللہ اس سے دعوت ونصح کا حق ادا ہوگا، اور ممکن ہے کہ بہت سوں کو اس سے فائدہ بھی پہونچے، بحمداللہ عزیزی سلمہ

نے اس رسالہ کی شکل میں اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے، جس کا اسلوب داعیانہ اور بہی خواہانہ ہے، اور اس میں واضح اور معقول تجزیہ کے ذریعہ قادیانیت کی حقیقت کو واقع کیا گیا ہے، اس رسالہ پر محبی فی اللہ جناب مولانا عبدالقوی صاحب زید مجدہ ناظم جامعہ اشرف العلوم، اکبر باغ، حیدرآباد نے بھی نظر ثانی کی ہے، اور جستہ جستہ اس حقیر نے بھی نظر ڈالی ہے۔

اس تحریر کے مرتب مولانا انصار اللہ قاسمی سلمہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں، انہوں نے المعہد العالی الاسلامی میں شعبہ دعوۃ سے تخصص کیا ہے، اور اپنا سندی مقالہ ان کتابوں کے تعارف پر لکھا ہے جو مذاہب وفرق سے متعلق ہیں، اس لئے قادیانی لٹریچر اور رد قادیانیت پر کتابیں ان کی نگاہ میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت جیسی عظیم الشان خدمت کے لئے قبول فرمایا ہے، وہ اس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش کے مبلغ ہیں، اور اپنے خطابات، مقالات، تربیتی دروس اور دوروں کے ذریعہ اس اہم فریضہ کو انجام دینے میں لگے ہوئے ہیں، یہ تحریر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جو مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش کی طرف سے شائع کی جارہی ہے، اور اس کی اشاعت میں محب عزیز جناب مولانا محمد ارشد قاسمی زیدت حسناتہ، سکریٹری مجلس کی توجہ اور سعی کو خاص دخل ہے، اور اللہ تعالیٰ ان سے بھی اس کاز کی بڑی خدمت لے رہے ہیں، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرمانے، اسے کچھ متلاشیان حق کے لئے فتنۂ ارتداد سے باہر لانے کا ذریعہ بنائے، مجلس کے کام میں ترقی عطاء فرمانے اور ہم سب کو ختم نبوت کی خدمت کے لئے قبول فرمائے، وباللہ التوفیق وھو المستعان۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(خادم مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش)

۱۵ر شعبان ۱۴۲۸ھ
۲۹ر اگست ۲۰۰۷ء

حرفِ آغاز

ہرطرح کی تعریف اور حمد وثناء اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور درود وسلام ہو خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جن کے ذریعہ دین وشریعت کی تکمیل ہوئی۔

زیرِنظر تحریر قادیانیت کے موضوع پر ایک مختصر سا دعوتی رسالہ ہے، جس میں قادیانی حضرات کو اپنا بچھڑا ہوا بھائی تصور کرتے ہوئے پوری دردمندی ودل سوزی کے ساتھ انھیں حق و انصاف کی دعوت دی گئی، اس آرزو وتمنا پر کہ وہ اس کو مناظرو مباہلہ کی ''للکار'' نہیں عقیدہ وایمان کی ''پکار'' سمجھ کر اس پر غور وفکر کریں گے، نیز جو لوگ اس جماعت سے وابستہ نہیں ہیں انھیں اس رسالہ کے ذریعہ اسلام اور قادیانیت کی حقانیت ومعقولیت کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور وہ قادیانی حضرات تک اس رسالہ کو پہونچا کر ایمان کی دعوت دینے کا ذریعہ بنیں گے۔

میں اپنے مشفق اور مخلص مربی حضرۃ الاستاذ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی (جنرل سکریٹری مجلس تحفظ ختم نبوت وناظم المعہد العالی الاسلامی) کا بہت ہی احسان مند ہوں کہ حضرۃ الاستاذ نے اس رسالہ پر نہ صرف نظر ثانی فرمائی بلکہ بیش بہا پیش لفظ بھی تحریر فرما کر اس رسالہ کی افادیت ونافعیت میں اضافہ فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ حضرۃ الاستاذ کی مدبرانہ اور حکیمانہ تربیت ورہنمائی سے مجھ جیسے بے مایہ علم وعمل کو کچھ لکھنے پڑھنے کا حوصلہ ملا ـــــ میں ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب زید مجدہ، (خازن مجلس تحفظ ختم نبوت وناظم ادارہ اشرف العلوم) کا بھی تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ مولانا محترم نے از راہِ محبت وشفقت اس رسالہ پر حرف بہ حرف نظر ثانی فرمائی اور میری تحریر کو سدھار ونکھار بخشا۔

اس رسالہ کی اشاعت کے موقع پر مجھے اپنے ہر دل عزیز اور محبوب استاذ حضرت مولانا احمد عبد المجیب قاسمی ندوی صاحب مدظلہ بہت یاد آتے ہیں، استاذ محترم نے مجھے قلم پکڑنا سکھایا اور تحریر و مضمون نگاری کے راستہ پر ڈالا، استاذ محترم امریکہ میں دینی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، وہ اگرچہ مجھ سے سات سمندر دور ہیں لیکن میں الفت و انسیت سے بھری آپ کی تربیت کو اپنے دل کے نہاں خانہ میں محسوس کرتا ہوں ـــــــــ بارگاہ خداوندی میں دست بدعاء ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ ان بزرگوں کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

میرے لئے شرف و اعزاز کی بات ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت آندھرا پردیش ٹرسٹ کی جانب سے اس رسالہ کی اشاعت ہو رہی ہے، اس کے لئے میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ و لائق احترام ذمہ داران کا ممنون ہوں، مجلس کا مقصد و مشن ہی رسول اللہ ﷺ کی امت سے تعلق توڑنے والے بھائیوں کو دوبارہ امت سے جوڑنا ہے ـــــــــ خدائے رحمن سے دعاء و التجا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تعلیمی و دعوتی سرگرمیوں میں ترقی و استحکام نصیب ہو، اس کے اغراض و مقاصد کی بہتر انداز میں تکمیل کے لئے خزانہ غیب سے اسباب مہیا ہوں اور یہ رسالہ اپنے مقصد میں کامیاب و نافع ثابت ہو۔

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

محمد انصار اللہ قاسمی
(یکے از کارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت)

مذہب کے متعلق صحیح احساس وشعور کی ضرورت

فرض کیجئے! زیورات کی دوکان پر آپ گئے، گلے کا ہار یا ہاتھ کی انگوٹھی آپ کو پسند آ گئی، کیا آپ فوراً آنکھ بند کر کے اس کو خرید کر لیں گے؟ نہیں ـــــ پہلے آپ پورا اطمینان کریں گے، خوب جانچیں گے، پرکھیں گے، ایک سے زائد مرتبہ الٹ پلٹ کریں گے، غور کیجئے! اتنی ساری احتیاط آپ کیوں کرتے ہیں؟؟ اسی لئے نا کہ آپ کو دھوکہ نہ ہو جائے، آپ فریب میں نہ آ جائیں کہ سونے کے نام پر پیتل یا تانبہ کی چیز آپ کے ہاتھ تھما دی گئی ہو۔

آپ جانتے ہیں کہ کھانے پینے، پہننے اور روز مرہ کے معاملات میں آپ کی یہ احتیاط و چوکسی اور ہوشیاری چند روزہ زندگی تک کام آتی ہے، پھر جب آپ ان چیزوں کے استعمال کے قابل نہیں رہیں گے تو یہ چیزیں باوجود اصلی اور بہتر حالت میں ہونے کے آپ کے کچھ کام نہ آئیں گی۔

عقیدہ اور مذہب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ اور اس کو کیا سمجھتے ہیں؟ کیا یہ صرف چند ظاہری رسوم ورواج کا نام ہے؟؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ آپ کی بنیادی اور حقیقی ضرورت ہے، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس عقیدہ و مذہب کی وجہ سے دنیا میں آپ کی پہچان ہے، اپنے عقیدۂ ونظریہ کی بناء پر آپ دوسروں سے ہندو/ یہودی/ عیسائی وغیرہ کی حیثیت سے ممتاز اور الگ شمار ہوتے ہیں اور اسی کو آپ اپنے یقینِ کامل کے مطابق اپنی نجات و کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

لیکن کیا آپ نے کبھی سوچا کہ زندگی کے اس اہم اور نازک معاملہ میں جس سے آپ کی پہچان وابستہ ہے، جس پر نجات و کامیابی کا دارومدار ہے، اس میں آپ نے کتنا غور وفکر سے کام لیا ہے اور کتنے شعور و سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہے؟ شاید ایسا کچھ بھی نہیں ہوا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس

عقیدۂ و مذہب پر آپ کا ایمان ویقین ہے اس کے صحیح اور سچے ہونے پر آپ کو پورا اعتماد و بھروسہ ہے، اگر چہ حقیقت میں وہ عقیدہ ونظر یہ کتنا ہی باطل وگمراہ کیوں نہ ہو، یعنی جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی کی اس دنیا میں کیا آپ کو پورا یقین واطمینان ہے کہ مذہب کے معاملہ میں ملمع سازی اور دھوکہ دہی ہرگز نہیں ہوگی!

آپ یہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہب کا معاملہ نازک ہوتا ہے، اس میں ہر شخص اپنی عقل نہیں لڑا سکتا، مذہبی لوگ ''بڑے لوگ'' اس کو سمجھ سکتے اور سمجھا سکتے ہیں اور خاندان میں بھی اسی طرح چلا آرہا ہے، آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی کوئی تجارت یا کاروبار ہو، یا گھر اور عمارت ہو، خاندان کے بڑے بزرگوں کی زندگی میں کاروبار محدود تھا، معمولی گھر تھا اور عمارت کی حالت بھی خستہ اور بوسیدہ تھی، کیا آپ کاروبار کو وسیع نہیں کریں گے، گھر کی عمارت کو خوبصورت اور بہتر نہیں بنائیں گے؟؟ حالانکہ جس حالت میں باپ دادا نے کاروبار اور گھر کو چھوڑا تھا، اس کو اسی طرح رہنا چاہیے جیسا کہ خود آپ نے مذہب کے معاملہ میں باپ دادا کی روایت کو باقی رکھا ہے۔

تعجب ہے اور افسوس بھی، کہ آپ عقل وخرد اور علم و ہنر کے ذریعہ خاندانی جائیداد اور کاروبار میں تبدیلیاں لا سکتے ہیں، لیکن باپ دادا کی فرسودہ روایات اور باطل وگمراہ عقائد جس کو مذہب کا نام اور درجہ دیدیا گیا اس کو بدلنے کے لئے تیار نہیں، کیا سچا عقیدہ اور حقیقت پسندانہ ایمان ویقین وقتی مال ودولت سے بھی گیا گذرا ہے؟؟ یہی معاملہ مذہبی لوگ ''بڑے لوگ'' کا بھی ہے، اس لئے کہ کھانے کا مزہ اگر خراب ہوجائے تو نمک سے اس کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے، لیکن نمک ہی اگر خراب اور بدمزہ ہو تو کھانے کو چھوڑ دینے اور ترک کردینے کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں رہ جاتی۔

منزلِ مقصود پانے کے لئے صحیح راستہ کا تعین ضروری

میرے محترم دوست! مجھے نہیں معلوم کہ آپ خاندانی طور پر قادیانی جماعت سے وابستہ ہیں یا نئے نئے اس جماعت میں داخل ہوئے ہیں؟ لیکن اتنا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی بھی مذہب، عقائد ونظریات کو قبول وتسلیم کرنے کا مقصد ومطلب یہ ہے کہ آدمی حقیقت پسند بن جائے، جیسا کہ زندگی کے دوسرے معاملات ومسائل میں وہ حقیقت پسند ہوتا ہے، اس کی زندگی سچائی اور انصاف پر قائم رہے اور آخرت میں اس کی نجات ہو۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں، آپ ہوں یا دوسرے افراد، قادیانی جماعت سے ان کی وابستگی صرف اس جذبہ کی بنیاد پر ہے کہ وہ بھی (آپ کے خیال میں) مسلمانوں کی ایک جماعت ہے، اسلام کی نام لیوا اور اس کی علمبردار ایک تحریک ہے، یہی وجہ ہے کہ قادیانی جماعت کے ٹائٹل اور اس کے لٹریچر میں جابجا اسلامی اصطلاحات، آداب اور القاب پڑھنے کو ملتے ہیں، گویا اصل بات یہاں یہ ہوئی کہ اسلام اور اس کی سچی وصحیح تعلیمات آپ کا مقصود ومطلوب ہیں، اب یہ الگ بات ہے کہ آپ اس مقصود کو قادیانی جماعت کے راستہ سے پائیں، یا کسی اور راستہ سے، لیکن اتنا تو طے ہے کہ ''منزلِ مقصود'' کو پانے اور اس تک پہونچنے کے لئے صحیح اور سیدھا راستہ ضروری ہے اس لئے آپ اس کے متلاشی ہیں۔

ہمارے اندر یہ حوصلہ وجذبہ اور ہمت وجرأت ہونی چاہیئے کہ ہم اپنا احتساب کرسکیں کہ صحیح منزل کو پانے کے لئے جس راستہ کا انتخاب ہم نے کیا ہے، آیا وہ راستہ درست ہے بھی کہ نہیں؟ حق کے متلاشی ہونے کی حیثیت سے یقینا آپ میں بھی اس کی جرأت ضرور ہوگی!!

کیا قادیانیت اور اسلام ایک ہے؟

انصاف و دیانت داری کے ساتھ جب ہم قادیانی جماعت کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کی تعلیمات کو پڑھتے ہیں تو بنیادی طور پر چند ایسی باتیں معلوم اور محسوس ہوتی ہیں جن پر ہر طرح کی جماعتی عصبیت، مسلکی وابستگی اور شخصیت پرستی سے بلند اور یکسو ہو کر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے، ان کے بارے میں ہم کو صرف لفظ و بیان کی حد تک نہیں بلکہ پوری للّٰہیت اور امانت داری کے ساتھ حق پسندی اور حقیقت شناسی کا مظاہرہ کرنا ہوگا، آپ سے میری یہ امید شاید بے جا نہیں ہوگی کہ اس موقع پر آپ جرأت ایمانی، شعور و آگہی اور تلاشِ حق کے مخلصانہ جذبہ کے ساتھ اس گفتگو میں حصہ لیں گے۔

قادیانیت اور اسلام کے بنیادی عقائد میں غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانی جماعت اسلام کے بالمقابل اپنی بالکل علحدہ شناخت رکھتی ہے، چنانچہ علیحدہ شناخت کو خود بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے، چنانچہ ان کے حوالہ سے ان ہی کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

> ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل میں ہے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسولِ کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے''
>
> (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

قادیانی جماعت کے ''خلیفہ اول'' حکیم نورالدین نے بھی یہی سمجھا یا کہ:

''ان (مسلمانوں) کا اسلام اور ہمارا (قادیانیوں کا) اسلام اور ہے''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸۵ ص ۶ مورخہ ۳۱ ر ڈسمبر ۱۹۱۴ء)

پھر یہی نہیں کہ بات صرف ان اکابرین جماعت کے دعوے تک محدود ہے بلکہ عملی طور پر بھی جب ہم قادیانی عقائد وتعلیمات کا مطالعہ وتجزیہ کرتے ہیں تو قادیانی جماعت کی ایک ایک چیز مسلمانوں کے عقیدہ عمل سے بالکل الگ اور جدا نظر آتی ہے، مثلاً یہ کہ مسلمان اگر حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں تو قادیانی جماعت کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی ہیں، مسلمان حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں کو صحابہ، آپ ﷺ کی بیویوں کو ام المؤمنین اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو اہلِ بیت کہتے ہیں، تو ٹھیک یہی نام اور مراتب قادیانی جماعت میں مرزا صاحب کے ساتھیوں، ان کی بیگمات اور ان کے گھر والوں کو دیے جاتے ہیں، مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی کو مکہ مکرمہ (سعودی عرب) جاتے ہیں تو قادیانی حضرات جماعت کے سالانہ جلسہ میں شرکت کو حج سمجھتے ہیں، یہ چند باتیں ہیں جس کی طرف نمونہ کے طور پر اشارہ کیا گیا ورنہ اگر آپ صدق دلی کے ساتھ قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کریں گے تو ان کے علاوہ بہت سی باتیں پائیں گے جو قادیانیوں اور مسلمانوں پر عقیدہ وعمل میں زبردست دوری پیدا کرتی ہیں۔

یہاں آپ غور کر سکتے ہیں کہ قادیانیت کا یہ راستہ جس کا انتخاب آپ نے صرف اور صرف اس لئے کیا تھا کہ اسلام کی سچی اور صحیح تعلیمات آپ کو معلوم ہوں اور اس پر چلنا آپ کے لئے آسان ہو جائے لیکن یہ راستہ بذاتِ خود ایک الگ منزل ہے، گویا غلط راستہ کے انتخاب نے غلط منزل پر آپ کو ڈال دیا ہے۔

اسلام کی آفاقیت

جب یہ طے پا گیا کہ اسلام اور قادیانیت دونوں جدا اور علحٰدہ منزلیں ہیں، دونوں کے نظریات اور تعلیمات یکساں نہیں ہیں تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ دونوں میں ہمارے لئے بہتر اور صحیح منزل کونسی ہے؟ آیا اسلام کا وہ پیغام جس کو لے کر دنیا میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یا وہ قادیانی دین جو چودھویں صدی میں ہندوستان پر انگریزوں کے غاصبانہ قبضہ کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے ذریعہ وجود میں آیا؟

اسلام ایک آفاقی اور عالمی مذہب ہے، مکہ میں اسلام کا سورج طلوع ہوا اور پوری دنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا، اس کی تیز شعائیں اور روشن وتابناک کرنیں ہر زمانہ میں زمین کے ہر علاقہ اور قوم تک پہونچنے لگیں، پھر ہر شخص چاہے جس قبیلہ علاقہ اور پیشہ سے اس کا تعلق ہوا گر وہ اسلام قبول کرتا ہے تو وہ اس عالمی اخوت اور عظیم امت کا ایک جز وحصہ بن جاتا ہے جو دنیا بھر میں مسلمان کے نام سے آباد ہیں، اس عالمی اخوت کی بہترین مثال اور اعلیٰ ترین نمونہ آپ فریضۂ حج اور نمازوں کی ادائیگی کے وقت اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح مسلمان ہر طرح کے فرق وامتیاز کو بھلا کر اور مٹا کر ایک ہی موسم میں، ایک ہی جگہ پر، ایک ہی لباس میں، ایک ہی انداز اور طریقہ پر، ایک ہی طرح کے کلمات زبان پر لائے ہوئے خدا تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں مصروف ہیں۔

اسی کو علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو اسلام اس سے پہلے کے تمام گناہوں حتیٰ کہ کفر وشرک کو بھی مٹا دیتا ہے، (صحیح مسلم، باب کون الا سلام یهدم ما کان قبله) آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ~~مسلمان ایک~~ جسم کے مانند ہیں اگر جسم کے کسی حصہ کو تکلیف پہونچے تو تمام مسلمان اس کے لئے بے چین اور پریشان ہو جاتے ہیں (الحدیث)۔

سیرتِ محمدی ــــ اخلاق وکردار کے آئینہ میں

اسلام کی یہ تمام خوبیاں اور خصوصیات دراصل رسول اللہ ﷺ کی عالمی و آفاقی نبوت کی مرہونِ منت ہیں، آپ ﷺ کی ذات اسلامی تعلیمات کا مرکز ومحور اور مرجع ہے، یوں تو تمام انبیاء کرام ہمارے لئے معزز ومحترم ہیں اور ہم ان کے بارے میں گناہوں سے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، لیکن آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کرام کے سردار اور سرخیل ہے، ان کے درمیان آپ ﷺ اپنی امتیازی شان اور فضیلت وفوقیت کا اونچا مقام رکھتے ہیں، شب وروز کی آپ ﷺ کی مبارک زندگی ہمارے سامنے ایک کھلی کتاب ہے، جس کا نہ صرف ایک ایک ورق بلکہ ایک ایک نقطہ آج بھی اپنی پہلی اور اصلی حالت میں مستند اور معتبر طریقہ پر موجود ومحفوظ ہے، جو زندگی کے ہر شعبہ اور میدان میں ہمارے لئے بہترین نمونہ اور اسوہ ہے۔

کائنات کی اس مقدس ترین ہستی اور عظیم پیغمبر ﷺ کی مبارک زندگی کو پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ کی جوانی پھولوں سے زیادہ معصوم و بے داغ تھی، آپ ﷺ کے زمانۂ بعثت میں یقیناً گناہ ومعصیت کا طوفانِ بدتمیزی تھا، ہر جگہ گندگی اور برائی عام تھی، جرائم کا دور دورہ تھا، لیکن آپ ﷺ کی زندگی اتنی محتاط اور محفوظ تھی کہ دامنِ شرافت پر اس ماحول کی ایک چھینٹ بھی نہ پڑی، آپ ﷺ کے اخلاق وکردار، امانت ودیانت اور شرافت کا جب ذکرِ خیر ہوتا تو سردارانِ عرب کی مغرور گردنیں بھی جھک جاتیں، صفاء کی پہاڑی پر جب آپ ﷺ دعوتِ حق کے لئے کھڑے ہوئے آپ ﷺ کی ایک ہی آواز پر سارا مکہ جمع ہوگیا تھا۔

اپنے اخلاق وکردار کا حوالہ دے کر آپ ﷺ نے لوگوں سے اپنے متعلق پوچھا تو سب

لوگ بیک زبان اور بیک آواز کہنے لگے کہ اے محمد ﷺ ہم نے تمہیں سچا ہی پایا، تمہارے بارے میں ہمیں کبھی جھوٹ کا سابقہ اور تجربہ بھی نہیں ہوا، عرب کی ہر گلی اور گھر میں آپ ﷺ "الصادق" اور "الامین" کے لقب سے بلائے جاتے اور یاد کیئے جاتے تھے، اسلام کی دعوت کے بعد اگر چہ دشمنوں اور مخالفوں نے آپ ﷺ پر جادوگر، کاہن وغیرہ مختلف الزامات لگائے لیکن آپ ﷺ کی سیرت وکردار پر پھر بھی کوئی انگلی نہ اٹھا سکا۔

ابتدائے انسانیت سے لے کر آج تک مذاہب ونظریات کے حوالہ سے دنیا میں جتنی اہم شخصیات گذری ہیں، ان میں سب سے ممتاز اور عظیم ذات آپ ﷺ کی ذات بابرکت ہی ہے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے متعلق اتنا لکھا گیا کہ سیرت نبوی ﷺ کے مستقل کتب خانے اور علم وتحقیق کے مراکز وجود میں آگئے، اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا (انشاء اللہ)۔

ان الدین عند اللہ الاسلام۔

اللہ کے نزدیک معتبر ومقبول دین تو صرف اسلام ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه۔

اور جو شخص اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین/مذہب تلاش کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔

ختم نبوت ـــــ امتیازی شان

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت ورسالت کے سلسلہ کو مکمل فرما کر رفعت و بلندی کا انتہائی آخری مقام ومرتبہ آپ ﷺ کو عطا کیا، ایسا مقام ومرتبہ جس کے بعد رفعت و بلندی کا کوئی تصور نہیں ہوسکتا، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی آدمی اگر ہمہ منزلہ عمارت بنائے، یا دلی کے قطب مینار کو آپ سامنے رکھ لیجئے تو اس کے سب سے اوپر میں آخری جو منزل ہوگی وہی اس عمارت کی بلندی اور اونچائی کی آخری حد بھی ہوگی، ایسے ہی آپ نبوت ورسالت کے خدائی نظام پر غور کیجئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس سلسلہ کی پہلی منزل تھے، پھر حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مختلف پیغمبروں کے ذریعہ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بڑھتا رہا یہاں تک کہ جب یہ سلسلہ اپنے کمال کی آخری حد کو پہونچ گیا جس کے بعد خاتم النبیین کے علاوہ کسی نبی کے اضافہ کی نہ گنجائش تھی اور نہ ضرورت، تب آنحضرت ﷺ کو آخری نبی بنایا گیا اور ''خاتم النبین'' کی خصوصی شان اور پہچان آپ ﷺ کو عطا کی گئی، دیگر انبیاء کرام کے مقابلہ میں اپنی اس امتیازی شان کو خود آنحضرت ﷺ نے بھی مختلف مواقع پر ایک سے زائد مرتبہ بیان فرمایا۔

پھر یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے ایک سے زائد دفعہ ایک ہی زمانہ میں مختلف علاقوں میں رسولوں کی بعثت مختلف اسباب کی بناء پر ہوئی تھی، مثلاً یہ کہ انسانیت کا ابتدائی دور تھا، ضرورتیں محدود تھیں تو شریعت بھی محدود تھی، لوگوں کی ذہنی صلاحیت ارتقائی مراحل سے گذر رہی تھی، ان کے قویٰ پختہ و پائیدار نہیں تھے، اس لئے شریعت خداوندی میں من مانی تبدیلیاں کرلی جاتی تھیں، اس کی وجہ سے شریعت محفوظ نہیں تھی، پھر یہ کہ اس وقت دنیا کا نقشہ اور اس کے جغرافیائی حالات کچھ ایسے تھے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی اور پیغام رسانی کی سہولت نہ تھی اور ایک علاقہ

کے پیغمبر کی دعوت دوسرے علاقہ میں نہیں پہونچ سکتی تھی، اس واسطے ہر علاقہ کے لئے الگ الگ نبی بھیجے جاتے رہے۔

رسول ﷺ کی امتیازی خصوصیات اور آپ ﷺ کے زمانۂ بعث کے عمومی حالات سے اگر آپ واقف ہیں اور اس کی جانکاری رکھتے ہیں تو یقینی طور پر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انبیاء کی بعثت کے یہ اسباب اب باقی نہ رہے، اس لئے کہ شریعت محمدی کامل ومکمل اور محفوظ شریعت ہے اور نبوت محمدی آفاقی اور عالمی نبوت ہے، کسی خاص علاقہ اور زمانہ تک محدود اور مخصوص نہیں ہے۔

یہاں پر آپ خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل اور انعام کو بھی محسوس کرنے کی کوشش کریں جو اس نے رسول اللہ ﷺ کو نبی آخر الزماں بنا کر اپنے بندوں پر کیا ہے، اس لے کہ اگر آپ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری رہتا اور مسلسل نبیوں کی آمد رہتی تو انسانوں کی ایک مستقل آزمائش تھی کہ وہ ہر وقت آسمان پر نظریں اٹھائے نبیوں کے انتظار میں رہیں، ان کی آمد کے بعد ان کے دعوی نبوت کو جانچنے اور پرکھنے کی زحمت گوارہ کریں، کیونکہ انسانی تاریخ میں ایسا بھی ہوا ہے کہ لوگوں نے سچے نبی کو جھٹلا کر جھوٹے نبی کا اقرار کرلیا، جیسے سچے نبی کا انکار کفر ہے اسی طرح جھوٹے نبی کا اقرار بھی کفر ہے، اس مسلسل پریشانی اور حیرانی سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کے سلسلہ ہی کو ختم فرمادیا تا کہ انکار اور اقرار کا نازک مسئلہ اور موقع ہی نہ رہے۔

شریعتِ محمدی ہی اب ہمارے لئے رہبر اور رہنما ہے، اسی میں زندگی وبندگی کا مکمل نظام ہے، کاملیت، جامعیت اور حفاظت کے وہ اعلیٰ ترین اور آخری معیار پر ہے، ضرورت ہے کہ شریعت کے منشاء ومنہج اور مزاج ومزاق کے مطابق ہم اپنی تمام تر ذہنی وفکری صلاحیتیں اس کے سمجھنے میں لگائیں، اور اپنی مشکلات ومسائل کا حل اسی میں ڈھونڈیں اور اسی سے نکالیں، یاد رکھیے! شریعت محمدی کے بعد نئی نبوت یا نئی شریعت انسانیت کے لئے مصیبت وزحمت بلکہ مجھے یوں کہنے دیجئے کہ نحوست ولعنت تو ہوسکتی ہے لیکن رحمت وسہولت کا ذریعہ کبھی نہیں بنے گی۔

قرآنِ مجید کی جامعیت

اس عظیم الشان نبی ﷺ پر قرآن مجید کا نزول ہوا، جو گذشتہ تمام آسمانی کتابوں میں سب سے زیادہ محفوظ اور ہر طرح کی تبدیلی و ترمیم سے مامون ہے، ادب وفصاحت اور بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے، اپنے نزول کے زمانہ ہی سے قرآن مجید کا یہ چیلنج رہا کہ اگر کوئی اس کو انسانی کلام سمجھتا ہے تو وہ بھی انسان ہونے کے ناطے کوئی ایک سورت یا کم از کم ایک آیت ہی بنا کر دکھلا دے، لیکن آج تک کی تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے ذہین اور فطین دماغ جمع ہو گئے مگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے، اور نہ کوئی صبح قیامت تک اس کو قبول کر سکے گا۔

قرآنِ مجید کا سب سے بڑا امتیاز اور خوبی یہ ہے کہ اس میں باطل، لغو، بے سرو پا اور بے مطلب بات بالکل نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے "**لایاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه**" (حٰم سجدہ: ۴۲) اگر کسی کلام میں یہ ساری خرابیاں اور خامیاں ہوں تو وہ بجائے ہدایت اور نجات کا ذریعہ بننے کے گمراہی اور مصیبت کو دعوت دیتا ہے، سچائی اور انصاف کے متلاشی شک وشبہ میں پڑ جاتے ہیں، دھوکہ اور فریب کا وہ شکار ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر کسی کلام میں اختلاف اور تضاد ہو، پہلے کچھ کہا جائے اور بعد میں کچھ بتایا جائے، ایک بات دوسری بات سے ٹکراتی ہو، پہلا بیان دوسرے بیان سے میل نہ کھاتا ہو، یہ ساری چیزیں بھی ایک انصاف پسند اور حقیقت شناس کے لئے حیرانی و پریشانی کا باعث بنتی ہیں، پھر وہ صحیح منزل کو پانے کے لئے سیدھے راستہ پر چلنے کے بجائے آگے پیچھے، دائیں بائیں اور ٹیڑھے میڑھے راستوں پر گامزن ہوتا ہے، اس اختلاف اور تضاد سے قرآن مجید پاک ہے، واضح انداز میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا تو تم اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے "**ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً**" (النساء: ۸۲)۔

قرآن مجید کی یہ ساری خوبیاں اور خصوصیات کیوں کر نہ ہوں، اس لئے کہ آسمانی کتابوں میں یہی تو ایک آخری آسمانی کتاب ہے جو ہر طرح کے ردو بدل اور تبدیلی وترمیم سے محفوظ ہے، قرآنی آیات میں الٹ پلٹ اور سورتوں کو آگے پیچھے کرنے میں اسلام دشمن عناصر اور مستشرقین نے کتنی کوششیں اور تدبیریں نہیں کی، مگر اس کے باوجود قرآن مجید اپنی اصلی اور پہلی حالت میں باقی ہے، مسلمانوں کو قرآن مجید کی صداقت وحقانیت سے متعلق شک وشبہ میں ڈالنے اور انھیں قرآن سے محروم کرنے کی ساری کاوشیں اور سازشیں خاک میں مل گئیں، اس میں کسی انسانی طاقت کا ہاتھ نہیں ہے اور نہ ہی یہ بشری صلاحیتوں کا امتیاز اور کمال ہے، قرآن مجید کی حفاظت دراصل ایک خدائی وعدہ ہے اور اس وعدہ کی پشت پر ایک پورا خدائی نظام کارفرما ہے، مثلاً حفاظ، الفاظِ قرآنی کی حفاظت کرتے ہیں قاری حضرات قرآن کے لب ولہجہ اور تلفظ کی حفاظت کرتے ہیں اور علماء دین قرآن کے معانی ومفاہیم کی حفاظت کرتے ہیں۔

یہاں آپ کو یہ سمجھنا اور سوچنا ہوگا کہ قرآنِ مجید کی صورت میں خدا تعالیٰ کا آخری پیغام اپنی تمام امتیازی خصوصیات کے ساتھ ہمارے پاس موجود اور محفوظ ہے، جس میں اصولی طور پر رہبری اور رہنمائی کا مکمل سامان ہے، کیا اس کے بعد بھی کسی اور ''آسمانی وحی'' کی ضرورت ہے جس کو ماننا ہماری نجات اور ہدایت کے لئے لازم ہو؟ کیا قرآن مجید کے بعد بھی کوئی کلام ایسا ہوسکتا ہے جس کو ہم قرآن مجید کے مانند اور اس کے برابر سمجھیں؟؟ کیا قرآن مجید کے بعد کوئی دوسرا کلام ہمارے لئے اتباع وپیروی کے لائق ہوسکتا ہے؟؟ کیا وہ ہماری رہبری اور رہنمائی کا ذریعہ بن سکتا ہے؟؟

یہ چند باتیں ہیں، جن میں اسلام، رسول اللہ ﷺ اور قرآنِ مجید سے متعلق خوبیوں اور خصوصیات کا مختصر سا نقشہ اور اجمالی خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی، اب ہماری تحریر کا دوسرا حصہ ہے، قادیانیت کا انتخاب —— کتنا صحیح کتنا غلط؟۔

قادیانیت کا انتخاب ـــــــ کتنا صحیح کتنا غلط؟؟

ابتداء میں ہمارے پیش نظر یہ تھا کہ قادیانیت اسلامی تعلیمات کی پابندی اور اس کی جانکاری کا ایک راستہ اور ذریعہ ہے، پھر قادیانی جماعت کے بانی اور دیگر ذمہ داران کے بیانات کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ قادیانیت صرف ایک راستہ نہیں بلکہ بذاتِ خود وہ ایک مستقل منزل اور ٹھکانہ ہے، اسلام کے بالمقابل جس کا اپنا الگ مذہبی نظام اور ڈھانچہ ہے، جس کے اپنے مخصوص عقائد ونظریات ہیں، اب ہمیں یہاں یہ دیکھنا اور جاننا نہیں ہے کہ اسلام اور قادیانیت کے درمیان کن چیزوں میں اختلاف ہے؟ قادیانیت کی کونسی باتیں اسلام سے الگ ہیں؟ سمجھنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ قادیانیت اور اسلام کے دو الگ الگ مذاہب میں ہمارے لئے بہتر اور سیدھا راستہ کونسا ہے؟ کس مذہب کے اختیار کرنے میں ہماری نجات اور کامیابی ہے؟؟

اس مرحلہ پر اپنی گذشتہ بات پھر ایک بار دہرانا چاہوں گا کہ حق وانصاف کی تلاش میں امانت ودیانت داری شرطِ اول ہے، تب ہی حق کا متلاشی اور انصاف کا طالب نفس کے چونچلوں سے مقابلہ کرسکتا ہے، نیز اس راہ میں حائل خاندانی رسوم ورواج کی جکڑ بندیوں، جماعتی ومسلکی زنجیروں سے وہ آزاد ہوسکتا ہے۔

میرے محترم دوست! حق وانصاف کی راہ کوئی آسان اور معمولی راہ نہیں ہے، اس راہ

پر چلنے کے لئے بہت سے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، خاندان اور گھر والوں کی مخالفت مول لینی پڑتی ہے، معاشی زندگی میں پر کشش تنخواہ اور آرام دہ سہولتیں چھوٹ جاتی ہیں، لیکن ...... ہاں! اگر آپ دنیا کی چندروزہ زندگی پر آخرت کی ابدی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں، یہاں کی مصنوعی راحت وآرام کے مقابلہ میں وہاں کا حقیقی اطمینان وسکون آپ کو زیادہ عزیز ہے، دنیا کے بے حیثیت مال وزر کے مقابلہ میں عقیدۂ وایمان کی قدر وقیمت کا آپ کو زیادہ احساس وشعور ہے تو یقین کیجئے کہ انصاف وسچائی کی راہ میں حائل یہ ساری مشکلیں اور آزمائشیں آپ کے لئے آسان ہوگئیں اور مادی زندگی کی تمام راحتیں، سہولتیں اور رعایتیں آپ کے لئے انتہائی بے حیثیت وناقابلِ توجہ ہو کر رہ جائیں گی۔

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یردان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانمایصعذ فی السماء۔

اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا سینہ قبول اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں اور جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو بالکل تنگ کردیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھنا چاہتا ہے یعنی اسلام قبول کرنا اس کے لئے بہت ہی مشکل اور ناممکن ہوجاتا ہے۔

فطری اور اصولی مذہب

اسلام جیسے عالمی اور آفاقی مذہب کے مقابلہ میں قادیانیت کی حیثیت ایک چھوٹی سی مختصر جماعت کی ہے، جماعت کے ذمہ داران اپنے پیروکاروں کی تعداد مبالغہ آمیزی کے ذریعہ کتنی ہی بڑھالیں لیکن بہرحال تمام عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے مقابلہ میں یہ تعداد بہت کم اور معمولی ہے، پھر یہ کہ اکثریت اور اقلیت کی بحث سے زیادہ اہم اور بنیادی چیز فطرت اور اصول کی ہے، اسلام چونکہ ایک فطری اور اصولی مذہب ہے، اس لئے اس میں خدا تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی اور نجات وکامیابی کے لئے ایسی کڑی اور سخت شرطیں نہیں رکھی گئیں کہ خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس سے قربت انسان کے لئے مشکل اور دشوار ہو جائے، خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **"یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر"** (البقرۃ: ۱۸۵) اللہ تمہارے لئے آسانی کو چاہتا ہے نہ کہ دشواری وتنگی کو، دوسری جگہ ارشاد ہے **"ماجعل علیکم فی الدین من حرج"** (الحج: ۷۸) دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے **"الدین یسرٌ"** (صحیح بخاری، ۱/۹۶ باب الدین یسر) دین آسان ہے، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ **"یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا"** (صحیح مسلم، باب فی الامر بالتیسیر وترک التنفیر) آسانی پیدا کرو مشکل میں مت ڈالو، خوشخبری سناؤ دور مت بھگاؤ، اس کے علاوہ احادیث کے ذخیرہ میں بہت سی ایسی آسان نیکیاں بھی موجود ہیں جن کے کرنے سے ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا پروانہ ملتا ہے، اللہ سے محبت اور قربت کا دروازہ اس پر کھلتا ہے، کامیابی اور نجات کا راستہ اس کو نصیب ہوتا ہے، مزید یہ کہ اصول وضابطہ اور قاعدہ وقانون کو سامنے رکھتے ہوئے آپ

اسلامی عقائد ونظریات پر غور کیجئے کہ جو باتیں اصولی طور پر بحیثیت عقیدۂ ونظریہ قرار پائی، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور نہ نرمی برتی گئی، مثلاً توحید، رسالت اور آخرت وغیرہ۔

اسلام کے برخلاف قادیانیت ایک غیر فطری اور غیر اصولی مذہب ہے، اس سلسلہ میں ۲؍مثالیں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا ایک یہ کہ مرزا صاحب نے اپنی تحریروں میں ''مکالمات ومخاطباتِ الٰہیہ'' کے نام سے ایک خاص فلسفہ بیان کیا ہے، اس کے تحت انھوں نے زور دے کر کہا کہ جس مذہب میں راست خدا تعالیٰ سے گفتگو، بات چیت اور ہم کلامی کی اجازت اور سہولت نہ ہو، وہ باطل اور لغو مذہب ہے، اس کے پیروکار اندھے اور نابینا ہیں، اتنا ہی نہیں، بلکہ ایسے مذہب کو انھوں نے ''شیطانی مذہب'' کا نام دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

> ''ایسا نبی کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوتِ قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی پیروی کی دعوے کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات ومخاطبات سے ان کی آنکھیں نہ کھولے، یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آں حضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے جس میں براہِ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا، جو کچھ ہیں، قصے ہیں اور اگر کوئی اس راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے، اس کی رضاء جوئی میں فنا ہوجائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔
>
> میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار اس

مذہب سے اور کوئی نہیں ہوگا میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ رحمانی‘‘۔

(براہین احمدیہ ۵ / ۱۸۳)

اس طویل اقتباس کو نقل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ’’مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ‘‘ کے عنوان سے مرزا صاحب جو کہنا اور بتلانا چاہتے ہیں وہ کھلے اور واضح انداز میں آپ کو معلوم ہو جائے اور مجھ پر عبارت کی کتر بیونت کا الزام بھی نہ لگے۔

مرزا صاحب کی اس تحریر کو آپ بار بار پڑھیئے! پوری گہرائی اور گیرائی سے اس پر غور کیجئے اور اندازہ لگایئے کہ کس صفائی اور ڈھٹائی کے ساتھ انھوں نے مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کو مذہب کی صداقت اور حقانیت کا معیار بنایا، خدا تعالیٰ کی معرفت اور انسان کی نجات کے لئے شرط قرار دیا؟ مرزا صاحب کے اس معیار اور شرط کے بارے میں میں اپنی جانب سے کچھ کہنے کے بجائے آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ اپنے گرد و پیش انسانی ماحول اور حالات کا جائزہ لیجئے، انسانی ضرورتوں اور بشری تقاضوں کا تجزیہ کیجئے کہ آج کا انسان کس طرح دنیا کے جھمیلوں میں گرفتار ہے؟ مادی مسائل اور معاشی پریشانیوں میں وہ کتنا زیادہ جکڑا ہوا ہے؟ ایسے میں کیا یہ ممکن ہے کہ ہر شخص ’’مکالمات ومخاطباتِ الٰہیہ‘‘ کے ذریعہ راست خدا تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرے؟؟ یہ صحیح ہے کہ بہت سے لوگ معاشی اعتبار سے فارغ البال اور خوشحال ہیں، تو کیا ان میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ ریاضت ومجاہدہ کر سکیں؟؟ پھر اگر کوئی اتنا مجاہدہ کر لے، روح میں لطافت و پاکیزگی پیدا کر بھی لے تو شیطانی وطاغوتی قوتوں کی موجودگی میں اس کی تمیز وتعیین کون کرے گا؟ اور یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مکالمات ومخاطبات رحمانی ہی ہیں شیطانی نہیں؟ غرض یہ کہ قادیانی مذہب کا یہ وہ غیر فطری معیار اور شرط ہے جو اس کے پیروکاروں کے لئے نجات وکامیابی کو مشکل ہی نہیں ناممکن بنا دیتا ہے، خدا تعالیٰ کی معرفت، محبت، قربت اس کی رضا وخوشنودی ان کے لئے دشوار گذار اور پریشان کن بن جاتی ہے۔

اس موقع پر اسلام کے ادنی پیروکار ہونے کی حیثیت سے خدا تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کو یاد کرتا ہوں جس میں اس نے فرمایا "لایکلف اللّٰہ نفساً الا وسعھا" اللہ تعالیٰ انسان کو کسی چیز کا مکلف اور ذمہ دار نہیں بناتا مگر اتنا ہی جتنی کہ اس میں قدرت وطاقت ہے، میں اس احسان کا شکر کیوں کر ادا نہ کروں کہ اس کی بناء پر اسلام پر عمل کرنا ہر انسان کے لئے آسان ہوگیا، اس کی تعلیم یہ ہے کہ کتا جیسا حقیر جانور اگر پیاسا ہو اس کو پانی پلانے پر بھی نجات ومغفرت اور معرفت کا راستہ صاف ہوجاتا ہے۔

میرے محترم دوست! فیصلہ کیجئے، دماغ کو نہیں ضمیر کو جج بنایئے کہ اسلام اور قادیانیت دو الگ الگ منزلیں ہیں، ان میں آپ کس کا انتخاب کرتے ہیں؟ آیا اس منزل کا جس میں خدا تعالیٰ کی رضاوخوشنودی بآسانی ملتی ہے یا اس منزل کا جہاں مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کی "بھول بھلیاں" ہیں، اس میں حق وانصاف کو پانا تو دور کی بات اس کو پہچاننا اور سمجھنا بھی آپ کے لئے مشکل ہے؟؟

یہ تو رہی مثال قادیانیت کے غیر فطری مذہب ہونے کی، اب سمجھئے کہ قادیانیت ایک غیر اصولی مذہب بھی ہے، مثلاً مرزا صاحب ابتدا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے قائل تھے وہ لکھتے ہیں:

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشن گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا، مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے، ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا"۔ (براہین احمدیہ ۴/۵۹۳)

۱۸۸۰ء میں مرزا صاحب نے یہ تحریر لکھی پھر ۱۸۹۱ء میں انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کو شرکیہ عقیدہ بتلایا وہ لکھتے ہیں:

"سومن جملہ سوءادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں یہ تو نرا شرک ہے جو

نیکیوں کو کھا جاتا ہے''۔ (روحانی خزآئن ۲۲/۶۶۰)

یہاں پر سمجھنے کی ۲/باتیں ہیں، ایک یہ کہ کسی بھی مذہب میں عقائد ونظریات اصول کا درجہ رکھتے ہیں، مذہب کی حقیقت اور حقانیت کا معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ اس کے سربراہ اور پیروکار اپنے اصول میں کتنا پختہ اور ثابت قدم رہتے ہیں؟ عقیدۂ نزول عیسیٰ کے بارے میں مرزا صاحب کی دو متضاد اور مختلف تحریروں کی روشنی میں آپ فیصلہ کیجئے کہ مرزا صاحب نے اصول شکنی کی ہے یا اصول کی پاسداری کی ہے؟ اس کو بھی سلجھائیے کہ مرزا صاحب کی اس تبدیلی کی رو سے قادیانی مذہب اصولی مذہب ہے یا بے اصولی کا نام ہے؟

دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ اگر شرکیہ تھا تو مرزا صاحب کیوں بارہ سال اس پر قائم رہے؟ قادیانی مبلغین کہتے ہیں کہ یہ تبدیلی الہام الٰہی کی وجہ سے ہوئی جیسے کہ قبلہ کی تبدیلی سے متعلق ہوا کہ آنحضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے پھر مدینہ پہونچنے کے ۱۶/مہینہ بعد مسجدِ حرام (کعبہ) کی طرف رخ فرمانے لگے۔

یہ ایک زبردست مغالطہ اور غلط فہمی ہے، اس لئے کہ قبلہ کی تبدیلی کا تعلق مسائل سے ہے اور جب تک رسول دنیا میں موجود ہو، وحی کا سلسلہ بھی جاری ہو تو مسائل و دیگر جزوی تعلیمات میں بحکمِ الٰہی ردو بدل ہوسکتا ہے جیسے شراب پہلے حلال تھی بعد میں حرام کردی گئی، لیکن یہاں مرزا صاحب نے تو بنیادی عقائد میں تبدیلی کردی، ایسی تبدیلی کہ توحید وشرک کا مسئلہ کھڑا ہوگیا، کیا انبیاء کرام کی تاریخ میں کہیں آپ نے پڑھا کہ جس عقیدہ کو وہ ابتداء میں درست اور صحیح سمجھتے تھے آگے چل کر وہ عقیدہ شرکیہ عقیدہ بن گیا ہو؟؟

خلاصہ یہ کہ مرزا صاحب کی جانب سے عقائد ونظریات میں ایک سے زائد مرتبہ تبدیلی مرزا صاحب کے دعاوی کی حقیقت کو واضح کرنے کے علاوہ قادیانی مذہب کی بے اصولی کو بھی نمایاں کرتی ہے، یہاں پھر ایک بار اپنے ضمیر کو جج بنا کر فیصلہ کیجئے کہ قادیانیت اور اسلام میں آپ کے لئے بہترین منزل کونسی ہے؟ وہ منزل جس میں عقائد ونظریات کی سچائی، اصول وقواعد کی پختگی، اور تعلیمات کی پابندی ہے یا وہ منزل جہاں عقائد ونظریات کی بے سمتی ہے اور اصول شکنی بھی۔

قادیانی تعلیمات کا مرجع وماخذ

اسلامی تعلیمات کا اصل مرکز اور بنیادی محور رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے، تمام دینی احکام اور مسائل آپ ﷺ کی مبارک سیرت کے گرد گھومتے ہیں، آپ ﷺ کی امتیازی خصوصیات اور کمالات تحریر کی ابتداء میں گذر چکے ہیں۔

اب ایک نظر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے حالاتِ زندگی پر بھی ڈال لیں، اس لئے کہ ان ہی کی ذات قادیانی مذہب کا مرجع وماخذ ہے، قادیانی کتابوں میں اکثر آپ یہی پڑھیں گے مرزا صاحب نے یوں کہا اور یوں بتایا وغیرہ، ہمیشہ ان ہی کے اعمال اور اقوال کا حوالہ دیا جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے اہلِ ایمان اپنی عزیز ومحبوب ہستی حضرت محمد ﷺ کو اپنی زندگی میں نمونہ واسوہ بناتے ہیں۔

یہاں آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی تو آنحضرت ﷺ کے ایک ادنیٰ امتی اور آپ ﷺ کے سچے پیروکار تھے، انھیں آپ ﷺ کے مقابل ٹھہرانا درست نہیں ہے۔

اس تعلق سے اگر میں کچھ عرض کروں تو شاید اس کو آپ مرزا صاحب کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی قرار دیں، البتہ مرزا صاحب کی چند عبارتیں آپ کے سامنے ضرور رکھوں گا تاکہ ''کتمانِ علم'' کا گناہ مجھ پر نہ رہے، نیز یہ کہ ؎

تم اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو
ہم عرض کریں تو شکایت ہوگی

اپنے بارے میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رآنی“

(روحانی خزائن ۱۶/ ۲۵۸)

جس نے مجھ میں اور مصطفی ﷺ میں فرق کیا اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہیں دیکھا، دوسری جگہ لکھتے ہیں ”صار وجودی وجودہٗ“ میرا وجود آپ ﷺ کا وجود ہو گیا (حوالہ سابق)

ایک جگہ آنحضرت ﷺ کے معجزہ شق القمر کے متعلق لکھتے ہیں:

”له خسف القمر المنير وان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر“

اور اس (حضرت محمد ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیئے چاند اور سورج دونوں کا، اب تو کیا انکار کرے گا۔ (روحانی خزائن ۱۹/ ۱۸۳)

آنحضرت ﷺ کی عظیم تر ہستی اور مقدس ذات کو نگاہ تصور میں رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان عبارتوں کو بغور پڑھیئے، اور انصاف کیجئے کہ آنحضرت ﷺ سے برابری اور برتری کے یہ منہ زور دعوے کیا مرزا صاحب کو آنحضرت ﷺ کے مقابل نہیں ٹھہراتے؟؟ شاید اب بھی آپ کو میری نیت وارادہ پر شک وشبہ ہوگا کہ ان عبارتوں کے مفہوم ومطلب کے بیان میں میں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے، اور مخالفانہ جذبہ کی رو میں بہہ گیا ہوں۔

میرے محترم دوست! مجھ پر اگر آپ کو اعتماد اور اعتبار نہیں ہے تو کیا مرزا صاحب کے فرزند اور ان کے دوسرے جانشین قادیانی جماعت کے ’’خلیفہ دوم‘ مرزا بشیر الدین محمود پر بھی آپ اطمینان اور یقین نہیں کریں گے جس میں انھوں نے کہا:

’’دنیا میں بہت سے نبی گذرے ہیں، مگر ان کے شاگرد محدثین کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے، سوائے ہمارے نبی علیہ السلام کے، جو اس (جس کے) کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک

نے نبوت کا بھی درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع (حضرت محمد ﷺ) کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا‘‘

(حقیقه النبوة:ص ۲۵۷)

یہاں دیکھ لیجئے کہ کس طرح مرزا صاحب ترقی درجات پا کر اولوالعزم پیغمبروں سے بھی آگے نکل گئے، آنحضرت ﷺ سے برابری اور برتری سے متعلق مرزا صاحب کی عبارتوں کا اثر ہی تھا کہ ایک غالی قادیانی عقیدت مند کو کہنا پڑا کہ:

’’محمد پھر اتر آئیں ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس کو اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں‘‘

(اخبارِ بدر قادیان ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ان تحریروں کے علاوہ قادیانی مبلغین اور ذمہ داران کا عمومی رویہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب مرزا صاحب کی ذات اور ان کی زندگی کے متعلق اگر کچھ اعتراض کیا جائے تو فوراً مد مقابل میں آنحضرت ﷺ کا یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لے لیتے ہیں، مثلاً اسی تحریر میں آپ ملاحظہ کر چکے کہ جب مرزا صاحب کے اقوال ودعاوی میں تضاد وتبدیلی کو بتایا گیا تو فوراً آنحضرت ﷺ کی ذات کو متوازی انداز میں لا کر قبلہ کی تبدیلی کا حوالہ دیدیا گیا، غرض یہ کہ ان تحریروں کے بعد یہ ماننے اور تسلیم کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا کہ رسول اللہ ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی دو الگ الگ اور متوازی شخصیات ہیں۔

لائقِ اسوہ ذات کون؟

جب یہ حقیقت واضح ہوچکی کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت ﷺ کے امتی اور پیروکار نہیں! بلکہ ایک مستقل نبی اور آپ ﷺ کے مدمقابل ایک متوازی حیثیت کے مدعی ہیں، ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمارے لئے زندگی میں کونسی ذات بہترین نمونہ اور اسوہ ہوسکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ کی امتیازی خوبیوں کا سرسری اندازہ آپ کرچکے ہیں، اب چند بنیادی حقائق اور ضروری باتیں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی زندگی سے متعلق بھی پڑھ لیں۔

آپ مرزا صاحب کو ''امتی نبی'' مانتے ہیں، کم سے کم درجہ میں وہ آپ کے نزدیک مجدد و مصلح کی حیثیت رکھتے ہیں، ایک نبوت کے دعویدار اور تجدیدِ دین واصلاحِ مسلمین کے علمبردار کو کن خوبیوں اور کن صفات وخصوصیات کا حامل ہونا چاہیے؟ میں یقین کرسکتا ہوں کہ اس بارے میں آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں، تاہم اس سلسلہ کی چند اہم خصوصیات وصفات کا میں آپ سے ضرور ذکر کروں گا تاکہ میرا بھولا ہوا سبق مجھے یاد آجائے۔

نبی اور رسول تو دور کی بات، کسی بھی معمولی مجدد اور مصلح کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوش اخلاق، نرم مزاج، بردبار اور ملنسار ہو، بدزبانی اور فحش گوئی سے وہ کوسوں دور ہو، دشمنی اور مخالفت اپنی انتہائی آخری حد کو کیوں نہ پہونچ جائے لیکن ایک مصلح اور مجدد کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیکی وتقوی کی بلند سطح سے نیچے نہ آئے، آیئے! دیکھیں اور معلوم کریں کہ مرزا صاحب خود اپنی تحریروں کی روشنی میں کتنے مہذب اور بااخلاق نظر آتے ہیں؟ ایک جگہ اپنے مخالفین کو وہ یوں مخاطب کرتے ہیں:

> ''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے'' (روحانی خزائن ۹/۳۱)

مزید لکھتے ہیں:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں،،

(روحانی خزائن ۱۴/ ۱۵۳)

نیز یہ کہ انھوں نے اپنے مخالفین کو ایک ہزار مرتبہ ایک ہی ساتھ لعنت لعنت کے الفاظ لکھے۔ (دیکھئے روحانی خزائن ۸/ ۱۵۸ تا ۱۶۲)

اس موقع پر مجھے بے ساختہ قرآنِ مجید کی وہ روشن آیات یاد آتی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرعون کے یہاں روانگی کے وقت فرمایا تھا کہ ''تم دونوں اس سے نرم بات کہو' وقولا لہ قولا لیناً (طٰہٰ: ۴۴) اسی طرح اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارا کریں، ولاتنا بزوا با الالقاب (الحجرت: ۱۱) نیک اور صالح بندوں کی خصوصیت اور خوبی بھی یہی بیان کی گئی کہ جب جاہل اور نادان لوگوں سے انھیں واسطہ اور سابقہ پڑتا تو وہ ان کے پیچھے نہیں پڑ جاتے، بلکہ ان سے اعراض کرتے ہوئے انھیں سلام کہہ کر ان سے الگ اور دور ہو جاتے ہیں، واذا خاطبھم الجاھلون قالو سلاماً (الفرقان: ۶۳)

میرے محترم دوست! فیصلہ کیجئے! کونسی ذات آپ کے لئے آئیڈیل اور نمونہ بن سکتی ہے؟ کونسی شخصیت آپ کے لئے صحیح رہنما اور سچا رہبر ہو سکتی ہے؟ آیا وہ ذات اقدس جس نے اُحد اور طائف کے میدان میں پتھر کھا کر بھی دشمنوں کو دعائیں دیں، جس کی مبارک زندگی کو پڑھنے سے کہیں بھی ذرہ برابر فحش گوئی اور بدزبانی کا تصور اور خیال بھی نہیں ہوتا، معاف و درگذر کرنا اور نظر انداز کرنا جس کا شیوہ اور شعار تھا، یا پھر وہ شخص جس کی تحریریں فحش گوئی اور ہرزہ سرائی سے بھری پری ہیں، وقت کی عدالت جس کی بدزبانی اور سخت کلامی کا فیصلہ کر چکی ہے؟؟

میرے دوست! انصاف کیجئے کیا ایک فحش گو اور بدزبان شخص آنحضرت ﷺ کا سچا پیرو کار اور امتی ہو سکتا ہے؟ آپ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ایسے شخص کو اگر حضور ﷺ کا ظل اور سایہ تسلیم کرلیں تو کیا اس کی وجہ سے آپ ﷺ کی شان میں زبردست گستاخی اور توہین نہیں ہوگی؟؟ کیا دشمنانِ اسلام یہ نہیں کہیں گے کہ جب ظل و سایہ ہی اتنا بدزبان اور فحش گو ہے تو اصل کا کیا حال ہوگا جس کے صدقہ اور طفیل میں یہ سب کچھ ملا ہے؟؟ **سبحانک ھذا بھتان عظیم۔**

تذکرہ ــــــ کیا وحی الٰہی ہے ؟؟

ہماری تحریر کے ابتدائی حصہ میں قرآنِ مجید کی خوبیاں اور خصوصیات بیان کی جاچکی ہیں، اسی ضمن میں یہ سوالات بھی تھے کہ قرآنِ مجید کی شکل میں خدا تعالیٰ کے آخری، مکمل، مدون اور محفوظ پیغام کے بعد کیا کسی اور وحی الٰہی کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے جس کا ماننا ہماری ہدایت اور نجات کے لئے ضروری ہو؟ قرآنِ مجید کے علاوہ کسی اور کلام کے بارے میں کیا اس کا تصور اور خیال بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ قرآن مجید کے مانند اور اس کے مماثل ہے؟

آپ کے لئے یہ انکشاف شاید حیرت انگیز اور تعجب خیز ہوگا لیکن ہر قدیم اور پختہ قادیانی پیروکار کو معلوم ہے کہ قادیانی جماعت کے نزدیک قرآن مجید کے بالمقابل ایک کتاب اور ہے، جس کا نام ''تذکرہ'' ہے، یہ کتاب دراصل مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات، منامات اور مکاشفات کا مجموعہ ہے، اس کتاب کے شروع میں ''وحی مقدس'' لکھا ہوتا ہے، اس طرح اس کتاب کو قرآنِ مجید کے مانند اور برابر بتلایا گیا، خود مرزا صاحب اپنے الہامات کی حیثیت اور حقیقت اور اس پر اپنے ایمان و یقین کی پختگی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآنِ شریف اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآنِ شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا ہوں'' (روحانی خزائن ۲۲/۲۲۰)

اپنے الہامات کے بارے میں مرزا صاحب کی یہ عبارت اتنی بے غبار اور صاف ہے کہ

مزید وضاحت اور صراحت کی اس میں کوئی گنجائش اور ضرورت نہیں رہی، البتہ اتنی بات واضح اور صاف ہوگئی کہ قادیانی حضرات کے یہاں صرف قرآنِ مجید ہی آسمانی کتاب نہیں ہے بلکہ تذکرہ نامی کتاب ''وحی مقدس'' ہونے کے ناطے ان کے یہاں آخری آسمانی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

میرے محترم! یہاں آپ کو انصاف کرنا ہوگا کہ تذکرہ نامی کتاب، کیا واقعۃً وحی الٰہی کہلاسکتی ہے، کیا اس کو صحیح معنوں میں آسمانی کتاب کہا جاسکتا ہے؟ اس سلسلہ میں آپ تذکرہ نامی کتاب کے درجہ ذیل چند جملوں پر غور فرمائیں!

''چوھدری رستم علی'' (ص ۶۷۲) ''زندگیوں کا خاتمہ'' (ص ۵۷۷)

''ایک ناپاک روح کی آواز آئی'' میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا (ص ۵۳۳)

''لوگ آئے اور دعوی کر بیٹھے، شیرِ خدا نے ان کو پکڑا اور شیرِ خدا نے فتح پائی، امین الملک جے سنگھ بہادر'' (ص ۶۷۲)

''اس کتے کا آخری دم'' میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی کتا بیمار ہے میں اسے دوا دینے لگا ہوں تو میری زبان پر یہ (جملہ) جاری ہوا۔

(ص ۴۱۹)

تذکرہ نامی کتاب میں ان الہامی کلمات کے علاوہ بہت سے انگریزی، فارسی اور عربی الہامات بھی آپ کو پڑھنے کو ملیں گے، حالانکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے نزدیک سچے اور صحیح الہامات کا معیار یہ ہے کہ وہ بالکل واضح ہو ان میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو اور وہ ملہم کی اپنی زبان میں ہو (روحانی خزائن ۲۳/ ۲۱۸) مزید دیکھئے! (روحانی خزائن ۱۸/ ۴۶۷)

ایک طرف وہ الہامات کی صحت کا یہ معیار بھی قائم کرتے ہیں، اور دوسری طرف اپنے الہامات کے بارے میں یہ بھی تسلیم کرتے ہیں:

''زیادہ تر تعجب کی بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی

ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ'' (روحانی خزائن ۱۸/۵ ۴۳)

بہر حال میرے محترم دوست! آپ بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے معیار کو پڑھیئے، اور خدارا ان کے الہامات پر بھی غور کیجئے کہ حق وانصاف کی راہ میں اور صحیح عقیدۂ وایمان کی تلاش میں مرزا صاحب کے یہ بے جوڑ اور بے مطلب الہامات کہاں تک آپ کا ساتھ دے سکتے ہیں؟؟

فیصلہ کیجئے! کہ کونسی کتاب آپ کے لئے لائق عمل ہوسکتی ہے؟ کس کتاب کا پڑھنا اور سمجھنا آپ کے لئے آسان اور سہل ہے؟ آیا وہ قرآنِ مقدس جس کے اپنے اور بیگانے سبھی دیوانے ہیں، جو علم ومعرفت، پند ونصیحت، فصاحت وبلاغت اور حکمت وموعظت کے اعلیٰ اور آخری معیار پر ہے، جس کو پڑھ کر انسان اپنے اندر علم کا نور، دل کا سرور اور ذہن ودماغ کا سکون پاتا ہے، یا پھر وہ ''تذکرہ وحی مقدس'' جس میں دوسروں کی رہبری سے زیادہ اپنی مطلب برآری، مفاد پرستی اور خود غرضی کا ذکر ہے، زبان وبیان کا کوئی ٹھکانہ نہیں، ابھی اردو میں تو ابھی عربی، کبھی انگریزی تو کبھی پنجابی وفارسی، باتیں اتنی بے تکی بے مطلب اور بے پر کی کہ سوائے ہیجان وخلجان کے کوئی چیز ہاتھ نہ لگے، ہر جگہ اتنا تضاد اور اختلاف کہ دل پریشان اور عقل حیران رہ جائے؟؟

اللھم من احییتہ منافا حییہ علی الاسلام
و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان
اے اللہ! ہمیں اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرما۔

آخری بات / آخری پیغام

کسی بھی مذہب کی تشکیل، تاسیس اور تائید میں ۳/ چیزوں کا رول اہم اور بنیادی ہوتا ہے، ایک تو خود مذہب کی حقیقیت وحقانیت، دوسرے داعی مذہب کی سیرت وکردار تیسرے اس مذہبی کتاب کی افادیت اور جامعیت، اسلام اور قادیانیت کے درمیان مقابلہ اور موازنہ میں ان ۳/ چیزوں کو بنیاد بنایا گیا، اور ان ہی کے حوالہ سے اسلام اور قادیانیت کے فرق کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ انسان صحیح منزل کی تلاش میں غلط راستہ کا انتخاب نہ کربیٹھے، روزمرہ کی زندگی میں کثرتِ مشاہدہ اور پختہ تجربہ کی بناء پر آپ کے لئے یہ سمجھنا بہت ہی آسان ہوگا کہ ''منزلِ مقصود'' کو پانے کے راستے بدلے جاسکتے ہیں، بدلتے رہتے ہیں لیکن ''منزلِ مقصود'' چھوڑی نہیں جاتی اور نہ بدلی جاتی ہے۔

مجھے اور مجھ جیسے خیرخواہوں کو انتظار ہے کہ صحیح، سچے اور حقیقی اسلام کو پانے کے لئے آیا آپ قادیانیت کے راستہ کو بدل دیں گے؟ یا پھر اسی کو..................

آیئے! میں اور آپ دونوں مل کر رب ذوالجلال کے حضور بصد وعجز و نیاز، سراپا تواضع وانکسار یہ التماس والتجاء اور دعاء کریں کہ:

بار الہا! ہم تیرے عاجز وکمزور بندے ہیں، تو ہمارے دلوں کے بھیدوں اور نفس کے چونچلوں سے خوب واقف ہے، ہماری ذات سے متعلق ذرہ برابر چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں، اس لئے کہ تو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، ہماری ہر سانس پر تیرا ہی اقتدار واختیار ہے۔

اے عظیم تر قدرت کے مالک! اے کریم ورحیم آقا! ہم نے حق وصداقت کی تلاش میں در بدر ٹھوکریں کھائی ہے اور کھارہے ہیں، ہدایت ونجات کے نام پر ہمیں گمراہی اور ہلاکت کی طرف بلایا جارہا ہے، اے مشفق ومہربان مولیٰ! ہمیں سچی کامیابی اور صحیح ہدایت نصیب فرما، حق کا حق اور باطل کا باطل ہونا ہم پر واضح اور روشن کردے، اے دلوں کو پھیرنے والے! انصاف وسچائی کی طرف ہمارے دلوں کو پھیر دے، گمراہی اور نفاق سے ہمارے قلوب کو پاک فرما۔

(آمین ثم آمین)

ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان

ان اٰمنو بربکم فاٰمنا، ربنا فاغفر لنا ذنوبنا، وکفر عنا سیاٰتنا، وتوفنا مع الابرار۔

یادداشت

یوں تو انسان پر اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں، لیکن سب سے بڑی نعمت ہدایت ہے، ہدایت سے مراد یہ ہے کہ خدا نے انسان کے لئے کامیابی کا جو راستہ متعین کیا ہے اور جس میں اس کی نجات رکھی گئی ہے، وہ اس سے واقف ہو جائے، اور اس کے مطابق عمل کرنے لگے، جو شخص ہدایت سے محروم ہو خواہ دنیا کی کتنی ہی نعمتیں اس کے پاس موجود ہوں وہ نقصان اور محرومی کا خریدار ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی گاڑی میں بیٹھا ہو جس میں راحت و آسائش کے سارے سامان موجود ہوں، لیکن عنقریب وہ گاڑی حادثہ کا شکار ہونے والی ہو۔

اگر کوئی شخص ہدایت سے محروم ہو اور اس گاڑی میں بیٹھ گیا ہو جس کی منزل ہلاکت و بربادی ہے، تو دوسرے انسانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اسے اس راہ میں جانے سے روکے، اور اپنی کوشش کی حد تک اس کو تباہی و بربادی کا لقمہ نہ بننے دے ....

پیش لفظ سے

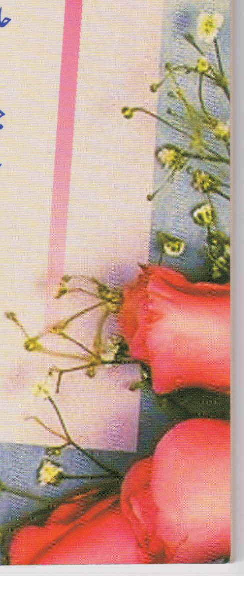

Printed by : A.R. Printers 98497 66790